عثمان پبلک اسکول سسٹم
USMAN PUBLIC SCHOOL SYSTEM
UPSS
Shaping the leaders of Ummah
معمارِ حرم باز بہ تعمیرِ جہاں خیز
ماہنامہ
تربیہ
TARBIYAH
مارچ
٢٠٢٦

UPSS
USMAN PUBLIC SCHOOL SYSTEM
Shaping the leaders of Ummah

معمارِ حرم باز بہ تعمیرِ جہاں خیز

تربیہ
TARBIYAH

مارچ 2026 رمضان، شوال 1447ھ

Monthly e-magazine for lifelong learning & holistic development

اجتماعیت ۔۔۔ حسنِ زندگی اور حسنِ بندگی

اجتماعیت محض ایک لفظ نہیں بلکہ زندگی کا وہ مضبوط احساس ہے جو انسان کو تحفظ، تعلق اور مقصد عطا کرتا ہے۔ کائنات کا نظام ہمیں یہی سبق دیتا ہے۔ زمین اپنی انفرادی گردش کے ساتھ ساتھ ایک بڑے نظام کا حصہ ہے؛ نظامِ شمسی کہکشاں سے جڑا ہے اور کہکشائیں ایک عظیم تر نظم میں منسلک ہیں۔ گویا کائنات کا مزاج ہی اجتماعیت ہے۔ انسان بھی اسی فطری اصول کے تحت ایک خاندان، ایک معاشرے اور ایک امّت کا حصہ ہے۔ اسلام نے اجتماعیت کو حسنِ زندگی اور حسنِ بندگی قرار دیا ہے۔ باجماعت نماز، رمضان کے روزے، حج کے اجتماعات، عیادت، تعزیت اور عیدین کی خوشیاں۔ یہ سب ہمیں مل جل کر جینے کا سلیقہ سکھاتے ہیں۔ حتیٰ کہ چھینک کے جواب میں دعا دینا بھی باہمی تعلق کا اظہار ہے۔ یہی وہ تربیت ہے جو ایک فرد کو معاشرے کا کارآمد حصہ بناتی ہے۔ بطور والدین اور اساتذہ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم بچوں میں اجتماعیت کا شعور ابتدائی عمر سے پیدا کریں۔ اس کی پہلی سیڑھی یہ ہے کہ ہم خود عملی نمونہ بنیں، کیونکہ بچے نصیحت سے زیادہ کردار سے سیکھتے ہیں۔ ذیل میں والدین اور اساتذہ کے لیے چند عملی سرگرمیاں پیش خدمت ہیں جو گھر اور اسکول میں اپنائی جاسکتی ہیں۔

اساتذہ کے لیے روزمرہ عملی سرگرمیاں:

1. **گروہی کھیل اور سرگرمیاں:** ٹیم کی صورت میں کھیل، مشترکہ آرٹ ورک یا سائنسی پراجیکٹس بچوں میں تعاون اور ذمہ داری پیدا کرتے ہیں۔
2. **باہمی اشتراک کا فروغ:** کہانی کی کتاب، کھلونے یا لنچ شیئر کرنا باہمی قربت کو فروغ دیتا ہے۔
3. **گروپ پریزینٹیشن:** کسی بھی مضمون کی تیاری اجتماعی طور پر کروانا بچوں کو مشاورت اور قیادت سکھاتا ہے۔

والدین کے لیے روزمرہ عملی سرگرمیاں

1. **گھریلو ذمہ داریوں میں شمولیت:** دستر خوان لگانا، کمرہ ترتیب دینا یا مہمان نوازی میں بچوں کو شامل کرنا انہیں تعاون کا عملی سبق دیتا ہے۔
2. **خاندانی مشاورت:** ہفتہ وار فیملی میٹنگ میں بچوں سے رائے لینا انہیں احساسِ شمولیت دیتا ہے۔
3. **مشترکہ عبادات:** گھر میں باجماعت نماز یا اجتماعی دعا کا اہتمام اجتماعیت کا روحانی شعور بیدار کرتا ہے۔
4. **سماجی خدمت:** بیمار کی عیادت یا ضرورت مند کی مدد میں بچوں کو ساتھ لے جانا ہمدردی اور معاشرتی وابستگی پیدا کرتا ہے۔

اخلاقی تربیت اجتماعیت کی بنیاد ہے۔ بچوں کو صبر، درگزر، احترام اور خوش گوار اندازِ گفت گو سکھایا جائے۔ بلند آواز یا تضحیک آمیز لہجے کے بجائے معتدل اور شائستہ گفت گو اپنانا سکھائیں۔

اسی طرح رشتوں کی اہمیت اجاگر کرنا نہایت ضروری ہے۔ بچوں کو باور کرائیں کہ والدین، بہن بھائی اور دیگر عزیز محض رشتے نہیں بلکہ زندگی کا سرمایہ ہیں، جو خوشی اور غم میں سہارا بنتے ہیں۔

درحقیقت اجتماعیت ہی وہ قوت ہے جو افراد کو قوم بناتی ہے اور قوموں کو عروج عطا کرتی ہے۔ اگر ہم اپنے بچوں کو تعاون، اتحاد اور باہمی احترام کا خوگر بنادیں تو ہم ایک باکردار، باشعور اور بہترین جماعتی فرد کی تعمیر میں اپنا حقیقی کردار ادا کر سکتے ہیں۔

فوزیہ بانو کیمپس ۴۸

- فہم القرآن
- فہم الحدیث
- سیرت نبویؐ
- تعلیم و تربیت
- شخصیت
- انٹرویوز
- تعمیر شخصیت
- کیریئر کونسلنگ
- طب وصحت
- اقبالیات
- گوشۂ عثمانین
- اقدار
- رہنمائے والدین
- سائنس وٹیکنالوجی
- تعارفِ کتاب
- تاریخ

القرآن

وَإِذْ تَأَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِن شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ ۖ وَلَئِن كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ۔

اور یاد رکھو، تمہارے ربّ نے خبردار کر دیا تھا کہ اگر شکر گزار بنو گے تو میں تم کو اور زیادہ نوازوں گا اور اگر کُفرانِ نعمت کروگے تو میری سزا بہت سخت ہے۔

(سورہ ابراہیم۔۷)

الحدیث

حدیث نبوی ﷺ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جو لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا، وہ اللہ تعالیٰ کا شکر بھی ادا نہیں۔

(ابن ماجہ)

اپنا جائزہ:

- کیا ہم نے اپنے ماں باپ کو کبھی شکریہ کہا؟ ہاں نہیں
- کیا ہم اپنے اساتذہ کے شکر گزار ہوتے ہیں؟ ہاں نہیں
- جب کوئی بات ہماری مرضی کے خلاف ہو تب بھی ہم اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں؟ ہاں نہیں

رمضان المبارک: رحمتوں اور برکتوں کا مہینہ

رمضان المبارک اسلامی سال کا سب سے مقدس اور بابرکت مہینہ ہے۔ یہ مہینہ اللہ تعالیٰ کی خاص رحمتوں، برکتوں اور مغفرت کا پیغام لے کر آتا ہے۔ جیسے ہی رمضان کا چاند نظر آتا ہے، مسلمانوں کے دل خوشی، شکر اور عبادت کے جذبے سے بھر جاتے ہیں۔ یہ مہینہ ہمیں روحانی طور پر مضبوط بنانے اور اپنی زندگی کو بہتر بنانے کا موقع فراہم کرتا ہے۔

رمضان کی سب سے اہم عبادت روزہ

روزہ صرف بھوکا اور پیاسا رہنے کا نام نہیں۔ یہ نفس پر قابو پانے اور صبر سیکھنے کا ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کا بہترین طریقہ ہے۔ برائیوں سے دور اور نیکیوں کی طرف مائل کرتا ہے۔ غریبوں اور محتاجوں کے احساسات سمجھنے میں مدد دیتا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۔ سورۃ البقرۃ۔ آیت 183

"اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں جیسے تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے تاکہ تم متقی بن جاؤ"۔

رمضان میں نماز کی اہمیت

پانچ وقت کی نماز کا خصوصی اہتمام کیا جاتا ہے۔ نمازِ تراویح ادا کی جاتی ہے۔ مساجد قرآن پاک کی تلاوت سے گونج اٹھتی ہیں۔ روحانی ماحول قائم ہو جاتا ہے۔ تراویح ہمیں قرآن سے جوڑتی اور دلوں کو سکون دیتی ہے۔

رمضان میں بطور والدین ذمہ داریاں

رمضان المبارک صرف انفرادی عبادت کا مہینہ نہیں بلکہ یہ اولاد کی تربیت کا بہترین موقع بھی ہے۔

كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْؤُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ

تم میں سے ہر شخص نگہبان ہے اور ہر شخص سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال کیا جائے گا (بخاری، حدیث نمبر 893)

1. بچوں کو روزے کی اہمیت اور اس کا مقصد آسان الفاظ میں سمجھانا۔
2. گھر میں نماز اور تلاوتِ قرآن کا ماحول قائم کرنا تاکہ بچے عملی طور پر سیکھیں۔
3. بچوں کو صدقہ و خیرات میں شامل کرنا تاکہ ان میں ہمدردی اور سخاوت کا جذبہ پیدا ہو۔
4. صبر، برداشت اور اچھے اخلاق کا عملی نمونہ پیش کرنا کیونکہ بچے عمل سے زیادہ سیکھتے ہیں۔
5. اسکرین ٹائم کم کر کے عبادت کو ترجیح دینا۔
6. شبِ قدر اور آخری عشرے کی اہمیت سے بچوں کو آگاہ کرنا۔

قرآن پاک اور رمضان

قرآنِ مجید کا نزول رمضان المبارک میں ہوا۔ تلاوت، ترجمہ اور عمل کی خصوصی تاکید کی جاتی ہے۔۔ قرآن ہمیں صبر، عدل، محبت اور انسانیت کا درس دیتا ہے۔

صدقہ و خیرات کی فضیلت

اس مہینے میں صدقہ و خیرات کا زیادہ اجر ہے۔ صاحبِ استطاعت افراد غریبوں کی مدد کرتے ہیں معاشرے میں مساوات اور بھائی چارہ فروغ پاتا ہے۔

آخری عشرہ اور شبِ قدر

رمضان کا آخری عشرہ نہایت اہم ہے۔ شبِ قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ عبادت، دعا اور استغفار کا خاص اہتمام کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے مغفرت اور بہتر مستقبل کی دعا کی جاتی ہے۔

عید الفطر اور رمضان کا پیغام

رمضان کا اختتام عید الفطر پر ہوتا ہے۔ یہ خوشی، محبت اور شکر کا دن ہے۔ رمضان کے اسباق کو روزمرہ زندگی میں اپنانے کی یاد دہانی کراتا ہے۔
رمضان خود احتسابی اور اصلاحِ نفس کا مہینہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے قریب ہونے کا بہترین موقع فراہم کرتا ہے۔ اس کی حقیقی روح کو سمجھ کر زندگی خوشگوار اور بامقصد بنائی جا سکتی ہے۔

حرا معیز کیمپس ۲۲

نمبروں کی دوڑ: بچوں میں بڑھتا ہوا ذہنی تناؤ

ہر ماں باپ کی دلی خواہش ہوتی ہے کہ ان کا بچہ کامیاب ہو، عزت کمائے اور زندگی میں آگے بڑھے۔ یہ خواہش فطری بھی ہے اور محبت کا تقاضا بھی۔ لیکن جب کامیابی کو آہستہ آہستہ صرف نمبروں کے ترازو میں تولا جانے لگے تو اس کا دائرہ محدود ہو جاتا ہے، اور رپورٹ کارڈ کے چند اعداد ہی بچے کی صلاحیت اور قدر کا معیار بنا دیے جاتے ہیں۔

رزلٹ قریب آتے ہی اکثر گھروں کا ماحول بدل جاتا ہے۔ گفتگو کا محور نمبرز بن جاتے ہیں، لہجہ سنجیدہ ہو جاتا ہے، اور بچہ انجانے دباؤ میں آ جاتا ہے۔ رفتار تیز ہو جاتی ہے، مگر سمت دھندلا جاتی ہے۔ تعلیم کا مقصد سیکھنا ہوتا ہے، مگر دباؤ اسے صرف مقابلہ بنا دیتا ہے۔

جب بار بار موازنہ کیا جاتا ہے۔

”دیکھو تمہارا بھائی کتنے نمبر لایا“

”تمہاری ہم عمر کزن نے شیلڈ حاصل کی ہے۔“

”فلاں کے بچے نے ٹاپ کیا ہے“

تو پیغام غیر محسوس انداز میں دل پر ثبت ہو جاتا ہے کہ تمہاری قدر تمہارے نمبروں سے ہے۔

یہ سوچ بچے کے اعتماد کو اندر ہی اندر کھوکھلا کر دیتی ہے۔ خوف جنم لیتا ہے، اور یہی خوف بعض اوقات بچوں کو نقل، جھوٹ یا شارٹ کٹس کی طرف دھکیل دیتا ہے۔ وہ سیکھنے کے لیے نہیں بلکہ صرف ناکامی سے بچنے کے لیے پڑھنے لگتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ علم کا شوق مر جاتا ہے اور صرف نمبر باقی رہ جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

لَا يُكَلِّفُ ٱللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا

”اللہ کسی جان پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا۔“(البقرہ:286)

یہ آیت ہمیں ایک بنیادی اصول سکھاتی ہے کہ ہر جان کی طاقت الگ ہے۔ جب خالقِ کائنات خود ہر فرد کی استعداد کو مدنظر رکھتا ہے تو ہم کیسے سب بچوں کو ایک ہی معیار اور ایک ہی رفتار میں پرکھ سکتے ہیں؟ ہر بچہ اپنی الگ صلاحیت، رفتار اور مزاج کے ساتھ پیدا ہوتا ہے۔ سب کو ایک ہی سانچے میں ڈھالنے کی کوشش دانشمندی نہیں، ناانصافی ہے۔ اصل دانائی یہ ہے کہ ہم ہر بچے کی انفرادی صلاحیت کو پہچانیں اور اسی کے مطابق اس کی رہنمائی کریں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

أَلَا كُلُّكُمْ رَاعٍ، وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ

”آگاہ ہو جاؤ تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے اور ہر ایک سے اس کی رعایا کے بارے میں سوال کیا جائے گا“۔ صحیح بخاری حدیث نمبر 7138

ہم سب نگہبان ہیں، اور ہم سے ہماری ذمہ داری کے بارے میں سوال ہوگا۔ والدین صرف نمبرز کے نگران نہیں، کردار کے معمار بھی ہیں۔ اگر بچہ ذہنی دباؤ، بے چینی یا اخلاقی کمزوری کا شکار ہو رہا ہے تو ہمیں اپنے رویّے کا جائزہ لینا ہوگا۔

ذہنی دباؤ کے اثرات — ایک سنجیدہ حقیقت

مسلسل تعلیمی دباؤ بچوں کی ذہنی اور جسمانی صحت پر گہرے اثرات مرتب کرتا ہے۔ ماہرین کے مطابق ضرورت سے زیادہ دباؤ کے نتیجے میں بچوں میں بے خوابی، سر درد معدے کے مسائل، چڑچڑاپن، اضطراب اور ڈپریشن جیسی کیفیات پیدا ہو سکتی ہیں، جو وقت کے ساتھ سنگین صورت اختیار کر لیتی ہیں۔

والدین کے لیے متوازن حکمتِ عملی کی ضرورت

بچوں کی تعلیمی کامیابی اس وقت معنی رکھتی ہے جب ان کا ذہنی سکون اور اعتماد بھی برقرار رہے۔ والدین کو چاہیے کہ وہ ایسا ماحول فراہم کریں جو خوف کے بجائے رہنمائی اور سکون پر مبنی ہو، اور اس کے لیے درج ذیل اقدامات مددگار ثابت ہوتے ہیں:

1. سال کے آغاز سے واضح اور حقیقت پسندانہ اہداف طے کریں۔ مطالعہ کی عادت ڈالیں۔ مختلف امور پر ان سے گفتگو کریں۔
2. اساتذہ سے باقاعدہ رابطہ رکھیں۔
3. نیند، غذا اور کھیل کو نظرانداز نہ کریں۔
4. سوشل میڈیا اور اسکرین ٹائم متوازن رکھیں۔
5. ایسا ماحول دیں جہاں بچہ بلا خوف اپنی کمزوری بیان کر سکے۔
6. بچے کی کوششوں اور چھوٹی چھوٹی کامیابیوں کو سراہیں، نہ کہ صرف نمبرز پر توجہ دیں۔

کبھی رک کر خود سے پوچھیں:

1 کیا میرا بچہ مجھ سے باتیں چھپانے لگا ہے؟

2 کیا وہ صرف مجھے خوش کرنے کے لیے پڑھ رہا ہے؟

3 کیا ہم اس کا اعتماد نمبروں کے بدلے گروی رکھ رہے ہیں؟

اگر ہم سنجیدگی سے سوچیں تو ہمیں یہ احساس ہو جائے گا کہ ہم اپنی نادانی میں اپنے بچے کے ساتھ کیا رویہ اختیار کر رہے ہیں اور کہاں غلطی ہو رہی ہے۔ اسی شعور کے ساتھ آگے بڑھنا ضروری ہے کہ بچوں کی تربیت صرف اعلیٰ نمبروں تک محدود نہ رہے، بلکہ انہیں ایک اچھا انسان اور سچا مسلمان بنانے پر بھی توجہ دی جائے۔

یہ نہ صرف بچوں کے لیے فائدہ مند ہوگا بلکہ والدین کے لیے بھی سکون اور تسلی کا سبب بنے گا، کیونکہ نیک، باکردار اور باوقار اولاد والدین کے لیے دنیا میں اطمینان اور آخرت میں صدقۂ جاریہ بن جاتی ہے۔ اگر ہم صرف اعلیٰ نمبروں پر توجہ دیں اور سچائی، سکون اور کردار کو نظرانداز کریں تو یہ کامیابی نہیں بلکہ نقصان ہے۔ ہمارا اصل مقصد مضبوط انسان بنانا ہونا چاہیے جو اللہ کی رضا کو مقدم رکھیں، ہر حال میں سچ بولیں، نماز اور عبادت میں پابند رہیں، اور اخلاق و ایمان کے اصولوں پر ثابت قدم رہیں۔

یاد رکھیں، قومیں ڈگریوں سے نہیں بنتیں؛ قومیں کردار سے بنتی ہیں۔ جو نسل سچائی، امانت، ذمہ داری اور خوداعتمادی کے ستونوں پر کھڑی ہوتی ہے تو وہی نسل ایک مضبوط معاشرے اور باوقار قوم کی بنیاد رکھتی ہے۔ مضبوط بنیادوں پر ہی مضبوط قومیں کھڑی ہوتی ہیں۔

نمبر وقتی ہوتے ہیں، مگر کردار وہ سرمایہ ہے جو پوری زندگی ساتھ رہتا ہے، اور اسی سرمایہ سے گھر بھی سنورتے ہیں اور قومیں بھی۔

ثمینہ باز
سینئر منیجر اکیڈمکس UPSS

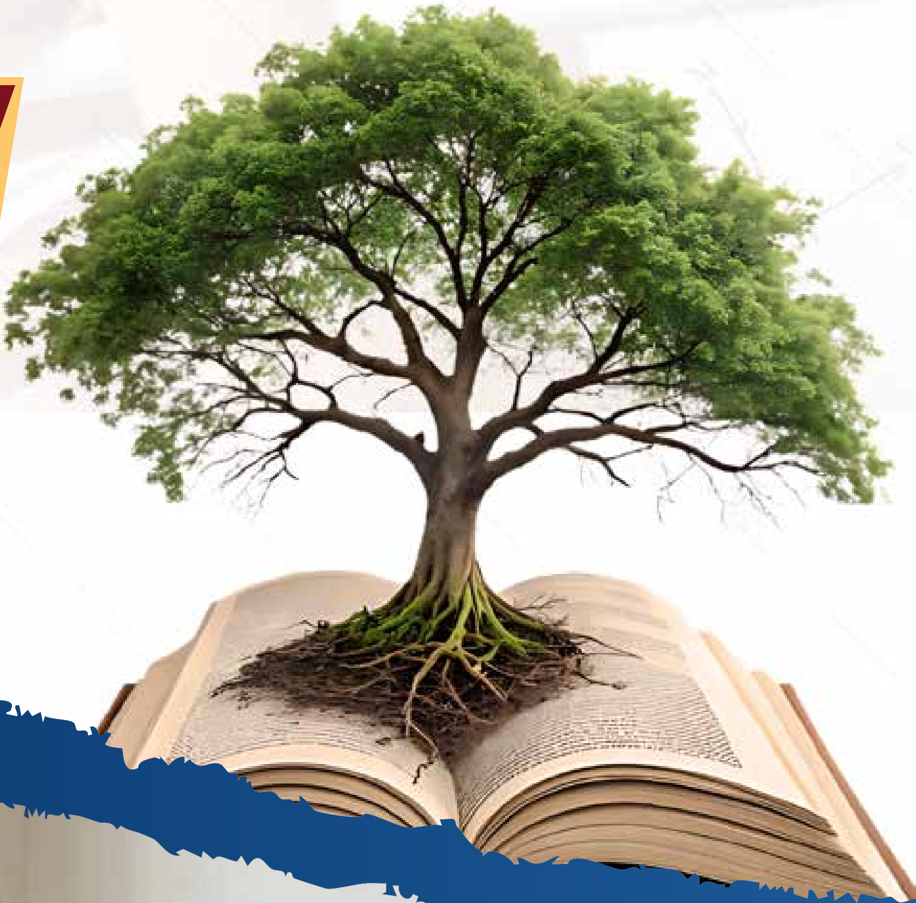

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سفرِ ہجرت:

ایمان، قیادت اور جنگی حکمتِ عملی کا شاہ کار (حصہ اول)

تاریخ اسلام ہجرت کے ذکر کے بغیر ادھوری رہتی ہے اور بالخصوص ہمارے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ کی مکہ سے مدینہ ہجرت ایک انتہائی اہم اور تاریخ کا رخ موڑ دینے والا واقعہ ہے۔ اس واقعے میں کئی معجزات بھی ہیں اسی وجہ سے یہ واقعہ غیر معمولی اہمیت کا حامل ہے۔تاہم آج ہم اس واقعے کو ایک دوسرے زاویے سے دیکھیں گے اور چاہیں گے کہ معلمین اپنی جماعتوں اور تدریس میں اس پہلو کو بھی نمایاں کریں۔

دینِ اسلام دنیا میں رہنے والے انسانوں کے لیے آیا ہے۔انسانوں کی رہنمائی اور فلاح کے لیے اور دنیا و آخرت کی کامیابی کے لیے تمام انبیائے کرامؑ نے انسانی صلاحیتوں اور دستیاب وسائل کے ذریعے ہی اپنے کام کو سرانجام دیا ہے۔یہی ہمارا موضوع ہے۔نبی کریم ﷺ کے سفرِ ہجرت میں جہاں کئی معجزات ہیں وہاں یہ سفر نبی کریم ﷺ کی حکمتِ عملی اور بہترین جنگی اسٹریٹجک کا شاہ کار ہے

1 جب اللہ کے نبی ﷺ کو اللہ کی طرف سے یہ اشارہ ملا کہ مکہ چھوڑ کر مدینہ جانا ہے اور اس کے لیے اللہ کے حکم کا انتظار کریں تو ہمارے پیارے نبی ﷺ اس دوران بیٹھے نہیں رہے بلکہ یہیں سے اپنی تیاریوں کا آغاز کر دیا۔سب سے پہلے اپنے لیے ایک بہترین رفیقِ سفر کا انتخاب کیا گیا۔حضرت ابو بکر صدیقؓ نے جب حضرت محمد ﷺ سے ہجرت کی اجازت مانگی تو آپؐ نے فرمایا کہ "صبر کرو، شاید اللہ تمہارے لیے ایک ساتھی کا انتظام کر دے۔" (صحیح بخاری) اس طرح اپنے سفر کے لیے ایک بااعتماد اور مضبوط ساتھی کا انتخاب کیا۔یہ ایک بہترین حکمتِ عملی تھی۔آج کی اصطلاح میں یہ ہے

(بااعتماد ساتھی کا انتخاب)

TrustedCompanionSelection

قیادت میں سب سے پہلی ترجیح یہ ہوتی ہے کہ مشکل سفر یا مشن کے لیے ایسا ساتھی منتخب کیا جائے جو وفادار، مضبوط اور ہر حال میں ساتھ رہے۔

(حوصلہ افزائی اور نفسیاتی سہارا)

MoralSupport

پرانے رفیق کے ساتھ ہونے سے سفر پر سکون رہتا ہے اور خوف و خطر کم ہو جاتا ہے۔

(اسٹریٹیجک شراکت داری)

StrategicPartnership

قیادت ایسے ساتھی کا انتخاب کرتی ہے جو نہ صرف جسمانی بلکہ ذہنی اور روحانی طور پر بھی ہم قدم ہو۔

2 حضرت ابو بکر صدیقؓ نے یہ اشارہ ملنے کے بعد اپنی دو اونٹنیوں کو اس سفر کے لیے پہلے سے تیار کرنا شروع کر دیا۔ان کی خوراک کا خاص خیال رکھا جاتا تھا تاکہ وہ صحت مند رہیں اور ہجرت کے سفر کے لیے تیار رہیں۔یہاں خصوصی حکمت یہ ہے کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اونٹنیوں کو ببول کی پتی کا چارہ کھلانا شروع کیا۔ ببول کی پتی کا چارہ ماہرین کے مطابق لمبے صحرائی سفر کے لیے جانور کو طاقت اور توانائی فراہم کرتا ہے۔اس چارے میں ریشہ زیادہ ہوتا ہے جس سے یہ دیر تک معدے میں رہتا ہے اور جانور کو بھوک اور پیاس کم لگتی ہے۔اسے کہتے ہیں

(ترسیل سامان)LogisticsPreparation

سفر یا جنگ سے پہلے رسد اور سواریوں کو مکمل طور پر تیار کرنا۔

(پائیدار منصوبہ بندی)SustainablePlanning

ایسی خوراک یا وسائل فراہم کرنا جو طویل سفر میں توانائی اور برداشت قائم رکھیں۔

(عملی تیاری)OperationalReadiness

مشن سے پہلے تمام وسائل کو بہترین حالت میں رکھنا تاکہ دورانِ سفر کوئی رکاوٹ نہ آئے۔

3 دوسری جانب آپؐ نے اپنی حرکات و سکنات اور عمل سے بالکل ایسا ظاہر نہیں ہونے دیا کہ آپؐ عنقریب مکہ چھوڑنے والے ہیں بلکہ آپؐ اس دوران بالکل پر سکون رہے اور معمول کے مطابق اپنی سرگرمیاں سرانجام دیتے رہے تاکہ کفار کو کسی قسم کا شک نہ ہو۔اس دوران آپؐ حسبِ معمول دعوت و تبلیغ کا کام سرانجام دیتے رہے، مسلمانوں کو ہجرت کی ترغیب بھی دیتے رہے تاکہ زیادہ سے زیادہ مسلمان مدینہ پہنچ جائیں۔ساتھ ساتھ آپؐ دشمنوں کی نقل و حرکت پر مکمل نظر رکھے ہوئے تھے۔اس کے ساتھ ساتھ اہل مدینہ کے ساتھ خط و کتابت جاری رکھی تاکہ ان کو اسلام کی تعلیمات بھی دی جاتی رہے اور ان کے ساتھ تعلق کو مستحکم رکھا جاسکے۔یہ حکمتِ عملی ایک بہترین لیڈر کی نشان دہی کرتی ہے۔اس میں شامل ہے

عملی رازداری OperationalSecurity

اپنے اصل ارادوں اور منصوبوں کو دشمن سے پوشیدہ رکھنا تاکہ وہ کسی قسم کا اندازہ نہ لگا سکے۔

(اسٹریٹیجک فریب)StrategicDeception

معمول کے مطابق سرگرمیاں جاری رکھنا تاکہ مخالفین کو کوئی غیر معمولی حرکت محسوس نہ ہو

(خفیہ نگرانی)IntelligenceSurveillance

دشمن کی نقل و حرکت پر مسلسل نظر رکھنا تاکہ بروقت رد عمل دیا جا سکے

(حوصلہ افزائی و تحفظ)MoralManagement

پہلے اپنے ساتھیوں کی حفاظت کو یقینی بنانا اور انہیں مستقبل کے لیے تیار کرنا۔

(سفارتی تعلقات)DiplomaticOutreach

اہلِ مدینہ کے ساتھ خط و کتابت جاری رکھنا تاکہ تعلقات مستحکم ہوں اور مستقبل کی بنیاد مضبوط ہو۔

اہم نکات

قیادت میں سب سے اہم چیز با اعتماد ساتھی کا انتخاب ہے۔

بڑے مشن سے پہلے وسائل اور سواریوں کی تیاری لازمی ہے۔

اصل منصوبے کو دشمن سے پوشیدہ رکھنا کامیابی کی بنیاد ہے۔

تعلقات اور سفارت کاری مستقبل کی کامیابی کے لیے ضروری ہیں۔

اس تاریخی سفر کی مزید تفصیلات ان شاءاللہ اگلے شمارے میں پیش کی جائیں گی۔

سلیم اللہ شیخ
کیمپس 9

دوقومی نظریہ اور بچے

انسانی تاریخ کا آغاز ہی دو مختلف گروہوں کی کشمکش سے ہوتا ہے۔ قرآنِ مجید میں حضرت آدمؑ اور شیطان کے واقعے کے ذریعے حق اور باطل کے دو راستے واضح کیے گئے۔ شیطان نے تکبر کے ساتھ کہا:

"میں اس سے بہتر ہوں" (سورۃ الاعراف:12)

یہیں سے دو رویے سامنے آئے۔ ایک وہ جو اللہ کی اطاعت پر قائم ہے اور دوسرا وہ جو سرکشی کرتا ہے۔ یوں انسانی تاریخ میں نظریاتی تقسیم کا پہلا باب کھلتا ہے۔

عہدِ نبوی ﷺ میں نظریاتی تقسیم

عہدِ نبوی ﷺ میں بھی یہی نظریاتی تقسیم واضح نظر آتی ہے۔ مدینہ کی اسلامی ریاست میں لوگ نسب یا خاندان کی بنیاد پر تقسیم نہیں تھے بلکہ ایمان اور نظریے کی بنیاد پر الگ پہچانے جاتے تھے۔ غزوۂ بدر اس کی نمایاں مثال ہے۔ اس جنگ میں کئی مواقع پر ایسا ہوا کہ باپ ایک لشکر میں تھا اور بیٹا دوسرے لشکر میں۔ حضرت ابو بکرؓ کے بیٹے عبدالرحمٰن ابتدا میں کفار کی صف میں تھے جبکہ حضرت مصعب بن عمیرؓ کے بھائی مخالف لشکر میں تھے۔ اس واقعے نے ثابت کیا کہ اسلام نے قومیت کا معیار خون اور نسل نہیں بلکہ عقیدہ قرار دیا۔

برصغیر میں نظریاتی تقسیم

برصغیر کی تاریخ بھی اسی حقیقت کی گواہ ہے۔ یہاں ہندو اور مسلمان صدیوں تک ایک ہی خطے میں رہتے رہے، مگر ان کی تہذیب، مذہب، سماجی اقدار اور طرزِ زندگی بالکل مختلف رہے۔ مسلمان توحید، شریعت اور اسلامی تہذیب کے پیروکار تھے جبکہ ہندومت ایک بالکل جدا مذہبی اور سماجی نظام رکھتا تھا۔ اسی بنیادی فرق کی وجہ سے مسلم مفکرین نے یہ مؤقف اختیار کیا کہ برصغیر میں ہندو اور مسلمان دو الگ قومیں ہیں۔ اس تصور کو بعد میں "دو قومی نظریہ" کی صورت میں واضح کیا گیا، جس کے مطابق دونوں قوموں کا مذہبی فلسفہ، سماجی روایات اور تاریخی شعور اور تمدن ایک دوسرے سے مختلف تھے۔ علامہ اقبال نے اسی حقیقت کو بڑے واضح الفاظ میں بیان کیا تھا۔

اپنی ملت پر قیاس اقوامِ مغرب سے نہ کر — خاص ہے ترکیب میں قومِ رسولِ ہاشمی

نظریہ۔۔قوموں کی شناخت

آج تو یہ حقیقت مزید واضح ہو چکی ہے کہ قومیں صرف جغرافیے سے نہیں بنتیں بلکہ نظریے اور شناخت سے بنتی ہیں۔ مشرقِ وسطیٰ سے لے کر یورپ تک مختلف قومیں اپنی مذہبی، ثقافتی یا نظریاتی شناخت کی بنیاد پر اپنی ریاستیں اور معاشرے تشکیل دیتی ہیں۔ اس تناظر میں دو قومی نظریہ محض ماضی کا سیاسی نعرہ نہیں بلکہ ایک فکری حقیقت ہے جو قوموں کی تشکیل میں بنیادی کردار ادا کرتی ہے۔ پوری تاریخ کا جائزہ لے لیں، ہم دیکھتے ہیں کہ مسلمانوں کا عروج و زوال بھی نظریہ سے جڑا ہے۔ تاریخ ہمیں یہ بھی بتاتی ہے کہ مختلف نظریات وقت کے ساتھ ابھرے اور پھر اپنی کمزوریوں کے باعث زوال کا شکار ہوئے۔ جبکہ ہم مسلمانوں کا نظریہ اتنا مضبوط، جامع اور مربوط ہے کہ جسے زمانے کے زیر و بم اور وقت کی رفتار نہ مٹا سکتی ہے نہ کمزور کر سکتی ہے کیونکہ یہ الہامی ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہمیں اس کی حقانیت کا ادراک ہو اور ہم اسے اپنی نسلوں میں منتقل کرنے والوں ہوں۔ ورنہ ہو گا یہ کہ نظریہ تو نہیں مٹے گا ہم مٹ جائیں گے اور کوئی اور اسی نظریہ کو لے کر دنیا کی رہنمائی بھی کرے گا اور انسانوں کے غلط طرزِ عمل کی اصلاح بھی کرے گا۔

اس کے لیے ہمیں کیا کرنا ہے؟

1. خود بھی اور اپنے بچوں کو بھی اپنی اسلامی پہچان اور اسلامی تشخص کو اپنانے پر فخر کرنا سکھائیں۔
2. بچوں کو اپنے اسلاف کے کارناموں سے روشناس کرائیں تاکہ وہ انہی افراد کو اپنا ہیرو بنائیں اور ان جیسا بننے کی کوشش کریں۔
3. ہمیں دین بے زاری اور اسلام کے بارے میں معاندانہ رویہ ترک کرنا ہو گا۔
4. مرعوبیت سے بچتے ہوئے رواداری کا مظاہرہ کرنا سیکھنا اور سکھانا ہو گا۔
5. قرآن کا قاری اور سنت پر عمل کرنے والا بننا اور بنانا ہو گا۔
6. اپنے نظریہ کے لیے ہر قسم کی قربانی دینا سکھانا ہو گا۔ (جیسے فلسطین کے بچے)

یاد رکھیں آج بھی ہندوستان کے مسلمان اپنی پہچان اور شناخت کے لیے کتنی قربانیاں دے رہے ہیں اور ماضی میں ان ہی قربانیوں کے سبب ہم آزاد فضا میں سانس لے رہے ہیں۔

قوم مذہب سے ہے، مذہب جو نہیں تم بھی نہیں — جذبِ باہم جو نہیں محفلِ انجم بھی نہیں

سیماب ابراہیم
کیمپس ۳

کیا آپ اپنے بچے کی تربیت اور اس کے اخلاق و کردار کی درستی کے لیے فکر مند ہیں؟

کیا آپ کسی مستند کاؤنسلر سے رہنمائی چاہتے ہیں؟

کیا آپ چاہتے ہیں کہ آپ بہترین والدین بننے کا اعزاز حاصل کریں!!

ہم لا رہے ہیں آپ کے لیے---

عثمان پبلک اسکول سسٹم کے تربیہ ای میگزین میں ایک ایسا مستقل سلسلہ

ہم سے پوچھیے

جو آپ کے سوالات کے تسلی بخش جواب دے گا۔ آج ہی اپنے سوالات اس ای میل ایڈریس پر بھیجیے

JOIN OUR GUIDES

mcd@usman.edu.pk

Our very own Usmanians

You are invited to write your heart out in a special section of

TARBIYAH E-MAGAZINE

Your writing may contain

Any unforgettable memory of your school..

Any thing which you like the most about UPSS...

Any article with authentic knowledge related to career opportunities and different professions.

Any word of advice for your juniors

Your achievement , success stories

And much more...

JOIN OUR GUIDES

UPSS — Shaping the leaders of Ummah

DEPARTMENT OF
MENTORING & COUNSELLING
USMAN PUBLIC SCHOOL SYSTEM

E-MAIL YOUR WRITE UPS AT
mcd@usman.edu.pk